www.FaizAhmedOwaisi.com

ذاتی وعطائی کا فرق

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت

مفتی محمد فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ
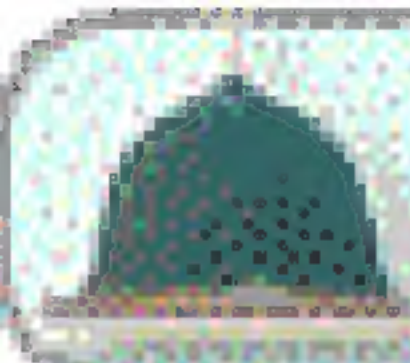
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین ﷺ

ذاتی و عطائی کا فرق

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی دامت برکاتہم القدسیہ

()......☆......☆......☆......()

()......☆......☆......()

()......☆......()

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وحدہ الصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ
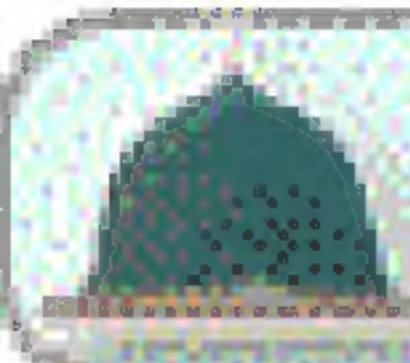
پیش لفظ

دورِ حاضرہ میں بہت بڑے اسلام کے ٹھیکیدار اہل سنت کو بات بات پر شرک کے فتویٰ داغتے ہیں حالانکہ وہ خود بھی مانتے ہیں کہ اہل سنت حقیقی مشرک نہیں۔اس لئے ان کے اکابر کا فتویٰ ہے کہ اہل سنت بریلویوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اور یہ لوگ خود بلا انکار ہمارے پیچھے پڑھ لیتے ہیں اور اہل سنت کو الحمدللہ شرک سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ پڑھئے ''کیا سنی مسلمان مشرک ہے''

فائدہ

اس رسالہ میں یہ ثابت کرنا ہے کہ اہل سنت اس لئے مشرک نہیں کہ حضرات انبیاء واُولیاء کے لئے بعض صفاتِ الٰہی عطائی طور پر مانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ہر صفت ذاتی ہے۔عزیزم محمد اسلم قادری اُویسی عطاری کو اس کی اشاعت کی اجازت دی ہے اللہ تعالیٰ میرے میرے لئے اور ناشر کے لئے توشۂ آخرت اور اہل اسلام کے لئے مشعلِ راہِ ہدایت بنائے۔(آمین)

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم علیٰ رسولہٖ الکریم

اما بعد! اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں، نہ کوئی نبی، نہ کوئی ولی۔ ہاں وہ صفات وافعال جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء واُولیاء کو عطا فرمائے ہیں انہیں نہ ماننا یا انہیں شرک کے کھاتہ میں ڈالنا گمراہی اور بے دینی ہے۔

فقیر اس رسالہ میں چند نمونے عرض کرتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ وہ افعال وصفات جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بتائے ہیں وہی افعال وصفات اپنے بندوں کو عطا فرمائے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ افعال وصفات اللہ تعالیٰ کے ذاتی ہیں اور جو بندوں کو عطا فرمائے ہیں وہ اس کی عطا ہے اس میں نہ کوئی اشکال ہے اور نہ اعتراض لیکن جب کوئی ضد پہ تُل جائے تو اس کے سامنے ہر سیدھی شئے اُلٹی نظر آتی ہے۔

مثلاً ابلیس ضد پر آگیا تو حضرت آدم علیہ السلام کی عزت وعظمت اس کے لئے توحید کے خلاف نظر آئی۔ طوقِ لعنت گلے میں ڈالنا منظور کیا لیکن ضد نہ چھوڑی کچھ یہی حال دورِ حاضرہ کے توحیدیوں کا ہے۔

صفات ذاتی و عطائی کی مثالیں

قرآن مجید میں اکثر صفاتِ حسنہ صفاتِ الٰہی جو رب کریم کے لئے بطور حقیقت صفت ہیں اللہ عزوجل کے دوستوں کے لئے ان کی عطا بطورِ صورت صفت ہے اس لئے ان صفات کو اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے لئے تسلیم کرنے میں کوئی شرک فی الصفات نہیں ہے۔

آیاتِ قرآنی

(۱) اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، ایت ۱۴۳)

ترجمہ: بیشک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہر والا ہے۔

(۲) لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، ایت ۱۲۸)

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔
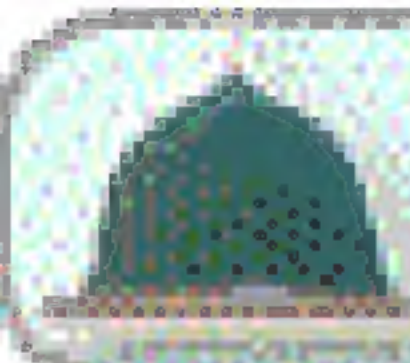
پہلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ کریمہ رؤف اور رحیم بتائی گئی ہیں۔ دوسری آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کے لئے رؤف اور رحیم بتایا گیا ہے بس ربِ کریم کے لئے یہ صفات عالیہ حقیقی ذاتی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے لئے بطور صورتِ صفت عطائی ہیں یعنی حقیقتاً اللہ تعالیٰ مومنوں کے لئے رؤف اور رحیم ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل مومنوں کو رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے ملتا ہے اور یہ شانِ رسالت وخلافت ہے۔ خدا سے جو کچھ ملتا ہے اور درِ مصطفیٰ ﷺ سے ملتا ہے۔

(۱) اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (پارہ۳،سورۃ البقرۃ،ایت ۲۵۷)

ترجمہ: اللہ والی ہے مسلمانوں کا۔

(۲) اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا (پارہ۶،سورۃ المآئدۃ،ایت ۵۵)

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔

ولی مددگار اور کارساز کو کہتے ہیں یعنی مدد کرنے والا اور کام بنانے والا

پہلی آیت کریمہ میں بطورِ خلافت رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے خلفاء کو بھی مسلمانوں کا مددگار و کارساز بتایا گیا ہے۔ کفار ومشرکین واُولیائے کرام کو شرکاء قرار دے کر مددگار وکارساز مانتے تھے جسے کفر وشرک قرار دیا گیا مگر مسلمان تکوین غوث ،قطب ،ابدال کو اُولیاء اللہ قرار دے کر مددگار وکارساز مانتے ہیں جو مطابق قرآنِ پاک ہے اور عین اسلام ہے اور یہ بات حق بھی ہے اس لئے کہ دنیوی دینی اُمور سب کے سب غیروں کی مدد اور سبب سے چل رہے ہیں۔ انسان پیدائش سے لے کر مرنے تک غیر کی مدد سے ہی کام چلاتا رہا تو یہ نہ شرک ہے نہ توحید کے منافی۔

فیصلہ کن ارشادِ ربانی

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ (پارہ۸،سورۃ الانعام،ایت ۱۴۹)

ترجمہ: تو وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت فرماتا۔

اب سوال یہ ہے کہ اس نے سب کو خود ہدایت کیوں نہ دی بلکہ ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا اور ان کے نائبین اُولیاء کرام کو اس کام پہ لگایا اور اپنے بندوں کو ان کی اتباع کی تاکید فرمائی بلکہ جو ان سے منحرف ہوا وہ جہنم میں گیا اگرچہ وہ لاکھ بار اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کا دم بھرتا رہا۔ اس میں واضح ثبوت ہے کہ ''پہلے بن بندے کا بندہ پھر ملتی

ہے سلطانی'' یہی ذاتی وعطائی کی دلیل ہے کہ انسان کو جو ہدایت نصیب ہوگی وہ اللہ تعالیٰ سے ہی نصیب ہوگی کیونکہ ہدایت ذاتی اللہ تعالیٰ کی ہے اور جس بندۂ خدا (نبی علیہ السلام یا ولی اللہ) یا کسی اور سے ہدایت نصیب ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے نصیب ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کو اس کی ہدایت کا سبب بنایا ہے۔

ثابت ہوا کہ ہدایت دینے والا حقیقی اللہ تعالیٰ ہے پھر نیابتاً رسول اللہ ﷺ ہیں اور یہ فعل انبیاء آپ ﷺ کے اُولیاء کرام سے صادر ہوا۔ یہ کافر اگر کفر پر رہتے تو جہنم میں جاتے تو ان کا کتنا نقصان تھا مومن ہو کر جنتی بن گئے تو ان کو کتنا نفع ہوا۔ یہ نقصان سے بچنا اور نفع حاصل کرنا حقیقتاً رب کریم کی طرف سے ہے اور نیابتاً رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اور عملاً مومن کامل کی نگاہِ شفقت سے حاصل ہوا۔

عزت اللہ کے لئے اور رسول اللہ واولیاء کرام کے لئے

(۱) فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، ایت ۱۳۹)

ترجمہ: تو عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے۔

(۲) وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (پارہ ۲۸، سورۃ المنافقون، ایت ۸)

ترجمہ: اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے۔

عزت میں عظمت، شان وشوکت اور رعب ودبدبہ سب شامل ہیں۔ پہلی آیت کریمہ میں عزت ساری اللہ تعالیٰ کے لئے بتائی گئی۔

دوسری آیت کریمہ میں عزت اللہ تعالیٰ اس کے رسول ﷺ اور مومنین کاملین کے لئے بتائی گئی۔ تو حقیقت یہ ہے کہ رب کریم نے اپنی عظمت، شان وشوکت اور رعب ودبدبے کا اظہار رسول اللہ ﷺ اُولیائے کرام اور مجاہدین اسلام سے فرمایا ہے کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے شرکا نہیں ہیں کہ ان کے لئے یہ باتیں ماننا شرک وبدعت ہو بلکہ یہ اُولیاء ہیں اس لئے ان کی عظمت، شان وشوکت اور رعب ودبدبہ تسلیم کرنا ہی تصدیق ایمان ہے اور توحید وسنت ہے۔

تزکیہ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کا

اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے فرمایا

(۱) وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ (پارہ ۱۸، سورۃ النور، ایت ۲۱)

ترجمہ: ہاں اللہ ستھرا کر دیتا ہے جسے چاہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا

وَيُزَكِّيْهِمْ (پارہ۱، سورۃ البقرۃ، ایت ۱۲۹)

ترجمہ: اور انہیں خوب ستھرا فرمادے۔

رب تعالٰی نے پہلی آیت کریمہ سے پاک کرنے کے فعل کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور دوسری جگہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ اگرچہ پاک کرنے کا فاعل حقیقی اللہ تعالٰی خود ہے مگر بطورِ خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پاک کرتے ہیں اور سلسلہ وار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کے طور پر مرشدین کاملین بھی پاک کرتے ہیں۔ اسلام کی تاریخ پر انصاف کے ساتھ نظر کریں تو عادل اور منصف بادشاہ، دیانتدار، امراء، وزراء اور منصب دار، عدل پر جان دینے والے، قاضی راہ اسلام میں جانیں قربان کرنے والے، مجاہد حق پرست غیور اور بارعب سردار اور عوام مسلمان۔ آپ کو کسی حق پرست نیک سرشت، تزکیہ وتصفیہ یافتہ صوفی کے مرید دکھائی دینگے۔ جنہوں نے ان کے باطن کا تزکیہ کرکے انہیں اسلام کا سچا خادم اور سپاہی بنایا ان صوفیائے اسلام اور اُولیاءِ کرام کے تزکیے کا اثر تھا کہ مسلمانوں کے ایمان قوی تھے اور اسلام باطن کی ہر ملاوٹ سے پاک تھا جس کی برکت مسلمانوں نے ہندوستان پر آٹھ سو سال تک حکومت کی۔ حالانکہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور کفار کروڑوں کی تعداد میں تھے مگر مسلمانوں کی خداداد عظمت، شان وشوکت اور رعب ودبدبہ کفار پر چھایا ہوا تھا۔

غور فرمائیے جس تزکیہ کو اللہ تعالٰی نے اپنے لئے خاص فرمایا وہ کام اس کے بندوں نے کر دکھلایا بلکہ آج تک یہ سلسلہ جاری ہے کہ لاکھوں، کروڑوں بندگانِ خدا اس کام پہ لگے ہوئے ہیں جس سے اس کی مخلوق (بندے) تزکیہ نفس سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ ثابت ہوا کہ تزکیہ کی صفت ذاتی اللہ تعالٰی کی ہے لیکن اس کی عطا سے یہ کام اللہ تعالٰی کے بندے سرانجام دیتے رہے اور دے رہے ہیں اور دیتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیتا ھے

ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر شے اللہ تعالٰی دیتا ہے لیکن قرآن نے اس صفت میں رسول کو بھی ملا دیا چنانچہ فرمایا

(۱) وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ (پارہ۱۰، سورۃ التوبۃ، ایت ۵۹)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔

(۲) وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (پارہ۱۰،سورۃ التوبۃ،ایت ۷۴)

ترجمہ: اورانہیں کیابرالگا یہی نہ کہ اللہ ورسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کردیا۔

(۳) وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ (پارہ۲۲،سورۃ الاحزاب،ایت ۳۷)

ترجمہ: اوراے محبوب ﷺ یادکروجب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اورتم نے اسے نعمت دی۔

فائدہ

انما انا قاسم واللہ یعطی ۔(بخاری)

میں تقسیم کرتاہوں اللہ تعالیٰ عطافرماتاہے۔

اس حدیث شریف میں واضح ہے کہ جو شے جس کوبھی مل رہی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے لیکن ملتی ہے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں سے ۔ثابت ہوا کہ ہر شئے کا ذاتی مالک اللہ تعالیٰ اوراس کی عطا سے اسے رسول اکرم ﷺ تقسیم فرماتے ہیں۔

فائدہ

ان تینوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ رسول اکرم ﷺ کا ذکر خیر بھی فرمایا ہے پہلی آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دیتا ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ بھی بلکہ اس کا منشا بھی یہی ہے کہ مسلمان یہ کہیں اور منافقوں کواسی لئے دھتکارا کہ ان کواس طرح کاقول گوارانہ ہوا۔

دوسری آیت میں تواوروا ضح فرمایا کہ اللہ ورسول اپنے فضل سے غنی کرتے ہیں۔

تیسری آیت میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرانعام جتلایاتواپنا بھی اوراپنے حبیب پاک ﷺ کا بھی۔

ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی ہیں اورانبیاء واولیاء کے لئے ماننااس کی عطاوکرم ہے یہی عین اسلام ہے۔

اس میں شرک کاتصور گندے ذہنوں کا کام ہے۔

دیگر کام سرانجام دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور ملائکہ کرام کواس کی عطا ہے تو یہ عطائی ہے اسی کوذاتی وعطائی کہا جاتا ہے۔

وفات دینا اللہ کا کام ہے یا فرشتوں کا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(۱) اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا (پارہ۲۴،سورۃ الزمر،ایت۴۲)

ترجمہ: اللہ جانوں کووفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت۔

(۲) قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ (پارہ۲۱،سورۃ السجدۃ،ایت ۱۱)

ترجمہ: تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

اور فرمایا

(۳) حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَهُمْ (پارہ۸،سورۃ الاعراف،ایت ۳۷)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہُوئے ان کی جان نکالنے آئیں۔

فائدہ

پہلی آیت کریمہ میں اللہ تعالٰی نے جان قبض کرنے کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے۔دوسری،تیسری آیت کریمہ میں موت کے فرشتہ کی طرف۔یعنی حقیقتاً جان قبض کرنے والا اللہ ہے اور حکم الٰہی سے فرشتہ۔تو فرشتے کا تصرف واختیار اللہ تعالٰی کے مقابلے میں اور مخالفت میں نہیں ہے بلکہ ماتحت ہے۔یہ جھوٹا دعویٰ کہ اللہ تعالٰی نے تصرف واختیار کسی کو نہیں دیا ہے ہر شے میں خود تصرف کرتا ہے وہابیوں کا جھوٹا دعویٰ ہے کیونکہ رب تعالٰی نے فرشتے کو بھی تصرف کا اختیار دیا ہے جس کی وجہ سے وہ جان قبض کرتا ہے ہاں جو خدا کے سوا کسی کو نہ مانتا ہو انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں کا بھی منکر ہو تو ان کے اختیار و تصرفات کا بھی منکر ہوگا۔

نجات دینا اللہ کا کام ہے یا فرشتوں کا؟

(۱) وَ اِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ اِذْ نَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ (پارہ۲۳،سورۃ الصافات،ایت ۱۳۳،۱۳۴)

ترجمہ: اور بیشک لوط پیغمبروں میں ہے۔جبکہ ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو نجات بخشی۔

(۲) فَاَنْجَیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ (پارہ۸،سورۃ الاعراف،ایت ۸۳)

ترجمہ: تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر اس کی عورت۔

(۳) وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْۤا اِنَّا مُهْلِكُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ۚ قَالَ اِنَّ فِیْهَا لُوْطًا قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِیْهَا لَنُنَجِّیَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ (پارہ۲۰،سورۃ العنکبوت،ایت ۳۱،۳۲)

ترجمہ: اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس مژدہ لے کر آئے بولے ہم ضرور اس شہر والوں کو ہلاک کریں گے بیشک اس کے بسنے والے ستمگار ہیں۔کہا (ابراہیم علیہ السلام نے) اس میں تو لوط (علیہ السلام) ہے فرشتے

بولے ہمیں خوب معلوم ہے جو کچھ اس میں ہے ضرور ہم اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دیں گے مگر اس کی عورت کو وہ رہ جانے والوں میں ہے۔

فائدہ

پہلی دو آیاتِ الٰہی سے ثابت ہے کہ لوط علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے گھر والوں کے اللہ تعالیٰ نے بچایا ہے۔ تیسری آیت پاک سے ثابت ہے کہ فرشتوں نے بچایا۔ از روئے حقیقت اس میں کوئی مخالفت نہیں ہے کیونکہ رب کریم کا بچانا ذاتی ارادے سے ہے اور فرشتوں کا بچانا امرِ الٰہی سے ہے۔ پس انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ عظام کا تصرف و اختیار حکم الٰہی کے ماتحت ہے۔ اس کے تصرفات و اختیارات کو ماننا خدا کا ماننا ہے۔ ان کے اختیارات و تصرفات کا منکر حقیقتاً خدا کا منکر ہے۔ اس لئے کہ ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالملائکہ اور ایمان بالکتب و رُسل ضروری ہے۔

تصرفاتِ ملائکہ

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (پارہ ۳۰، سورۃ النازعات، ایت ۵)

ترجمہ: پھر کام کی تدبیر کریں۔

کی تفسیر جملہ مفسرین محقق ہیں کہ جملہ عالم کا کارخانہ ملائکہ کے ذریعے چل رہا ہے۔ ہوائیں، برساتیں، رزق، روزی، نباتات وغیرہ تمام کام ان کے سپرد ہے۔ اس سے واضح ہے کہ ذاتی اور حقیقی یہ تمام سرانجام دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور ملائکہ کرام کو اس کی عطا ہے تو یہ عطائی ہے اسی کو ذاتی و عطائی کہا جاتا ہے۔

صفاتِ خدا صفاتِ مصطفیٰ و اُولیاء و خلقِ خدا

بہت سی صفات خداوندی اس کے بندوں بلکہ بعض مخلوق میں ہیں۔

(۱) علیم (۲) سمیع (۳) بصیر (۴) خبیر

اللہ تعالیٰ کی مشہور صفات ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں اپنے لئے ان کا ذکر فرمایا ہے۔

(۱) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، ایت ۲۳۱)

ترجمہ: اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

(۲) وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، ایت ۴)

ترجمہ: اور وہی ہے سنتا جانتا۔

(۳) اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ (پارہ ۲۳، سورۃ الزمر، ایت ۷)

ترجمہ: بیشک وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

(۴) وَ ھُوَ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ (پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، ایت ۶)

ترجمہ: اور وہ دلوں کی جانتا ہے۔

(۵) وَاللّٰہُ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ (پارہ ۴، سورۃ ال عمران، ایت ۱۵۳)

ترجمہ: اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

(۶) اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ (پارہ ۲۱، سورۃ لقمان، ایت ۳۴)

ترجمہ: بیشک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ذاتی ہیں اور بغیر کسی اسباب کے وہ دیکھتا ہے، جانتا ہے، سنتا ہے، باخبر ہے یہ ہم سب کا عقیدہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ صفات اپنی مخلوق کو عطا فرمائی ہیں ان کے لئے یہ عطائی صفات ہیں۔

عطائی مثالیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے

(۱) وَ بَشَّرُوۡہُ بِغُلٰمٍ عَلِیۡمٍ (پارہ ۲۶، سورۃ الذاریات، ایت ۲۸)

ترجمہ: اور اسے ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی۔

اس آیت میں حضرت اسحاق علیہ السلام کو علیم کہا گیا ہے۔ دوسری آیت میں

فَبَشَّرۡنٰہُ بِغُلٰمٍ حَلِیۡمٍ (پارہ ۲۳، سورۃ الصافات، ایت ۱۰۱)

ترجمہ: تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک عقلمند لڑکے کی۔

خوشخبری سنائی یہاں سے غلام سے اسماعیل علیہ السلام مراد ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے حلیم کی صفت سے نوازا۔ حالانکہ حلیم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے تو وہی بات ہوئی کہ حلیم اللہ کا ذاتی ہے اور اسماعیل علیہ السلام کی عطائی۔

(۳) حضرت سیدنا یوسف کے لئے قرآن مجید میں ہے

اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ (پارہ ۱۳، سورۃ یوسف، ایت ۵۵)

ترجمہ: بیشک میں حفاظت والا علم والا ہوں۔

اس آیت میں دو صفتیں اللہ تعالیٰ کی یوسف علیہ السلام کے لئے بیان ہوئی ہیں حالانکہ یہ دونوں صفتیں اللہ کی ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمایا

اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِیْرًا (پارہ۱۹،سورۃ الفرقان،ایت ۵۹)

ترجمہ: وہ بڑی مہر والا تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھ۔

اس آیت میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کہا گیا ہے حالانکہ خبیر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے تو ماننا پڑے گا کہ خبیر اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عطائی۔

ہر انسان سمیع و بصیر ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہر انسان کو صفت سمیع وبصیر سے موصوف فرمایا چنانچہ فرمایا

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا (پارہ۲۹،سورۃ الدھر،ایت ۲)

ترجمہ: بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے کہ وہ اسے جانچیں تو اسے سنتا دیکھتا کر دیا۔

اس آیت میں سمیع وبصیر ہر انسان کو کہا گیا ہے تو ثابت ہوا کہ سمیع وبصیر اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت اور انسان کی عطائی۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (پارہ۲۷،سورۃ الحدید،ایت ۳)

ترجمہ: وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی پانچ صفات کا ذکر ہے۔

(۱) اول (۲) آخر (۳) ظاہر (۴) باطن (۵) علیم

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ کے مقدمہ میں یہ جملہ صفات حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت فرمائی ہیں۔

وہ بھی اسی قاعدہ پر کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ذاتی ہیں لیکن یہی صفات اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم اول ہیں اس بناء پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق موجودات میں سب سے اولیٰ ہے اور آخر میں اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں اور ظاہر اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار نے سب کو گھیر رکھا ہے جس سے سارا جہان روشن ہے اور باطن اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اسرار ہیں جن کی حقیقت کا ادراک ناممکن ہے اور قریب وبعید کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال وکمال میں دنگ ہو کر رہ گئے ہیں اور:

وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، ایت ۳)

ترجمہ: اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

اس لئے کہ وفوق کل ذی علم علیم کی صفات آپ ہی میں موجود ہیں۔

مزید برآں

یہی حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مقدمہ میں فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے تمام اسماء وصفات سے متخلق ومتصف ہیں۔

امام جیلی قدس سرہ کی تحقیق

آپ نے الکھف والرقیم میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت اور ہر اسم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے۔ اس پر بہت بڑی قوی اور مضبوط دلائل قائم فرمائے ہیں۔

امام شعرانی قدس سرہ

آپ نے الیواقیت والجواہر میں باب المعراج میں فرمایا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج جس اسم اور صفت باری تعالیٰ سے گزرے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی صفت سے موصوف فرمایا اور اسی اسم کا مظہر بنایا۔

اس تمام بحث کا نتیجہ وہی ہے کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ذاتی اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عطائی۔

مولیٰ اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت

قرآن مجید میں ہے

(۱) بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ (پارہ ۴، سورۃ ال عمران، ایت ۱۵۰)

ترجمہ: بلکہ اللہ تمہارا مولا ہے۔

(۲) ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ (پارہ ۷، سورۃ الانعام، ایت ۶۲)

ترجمہ: پھر پھیرے جاتے ہیں اپنے سچے مولیٰ اللہ کی طرف۔

(۳) اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (پارہ ۹، سورۃ الانفال، ایت ۴۰)

ترجمہ: اللہ تمہارا مولیٰ ہے، تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار۔

(۴) هُوَ مَوْلٰىنَا (پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ، ایت ۵۱)

ترجمہ: وہ ہمارا مولیٰ ہے۔

(۵) هُوَ مَوْلٰىكُمْ (پارہ ۱۷، سورۃ الحج، ایت ۷۸)

ترجمہ: وہ تمہارا مولیٰ ہے۔

(۶) وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ (پارہ ۲۸، سورۃ التحریم، ایت ۲)

ترجمہ: اور اللہ تمہارا مولیٰ ہے۔

(۷) اَنْتَ مَوْلٰىنَا (پارہ ۳، سورۃ البقرۃ، ایت ۲۸۶)

ترجمہ: تو ہمارا مولیٰ ہے۔

(۸) ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (پارہ ۲۶، سورۃ محمد، ایت ۱۱)

ترجمہ: یہ اس لئے کہ مسلمان کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔

فائدہ

قرآن کی ان آیات سے واضح ہے کہ مولیٰ اللہ ہے مولیٰ اس وحدہ لاشریک کا صفاتی نام ہے اور حضور ﷺ نے بھی ایک جنگ کے موقع پر کفار سے فرمایا

الله مولنا ولا مولیٰ لکم۔ (بخاری کتاب المغازی)

اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور (اے کافرو) تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔

حضور ﷺ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں

لایقل العبد السیدہ مولای فان مولکم الله عزوجل۔ (مسلم کتاب الالفاظ)

کوئی غلام اپنے آقا کو "میرا مولیٰ" نہ کہے کیونکہ بے شک تم سب کا مولیٰ اللہ عزوجل ہے۔

لطیفہ

مولیٰ تعالیٰ کی صفت ماننے کے باوجود اب حال یہ ہے کہ کوئی کسی دارالعلوم میں دو چار دینی اسلامی کتابیں پڑھ لیتا ہے تو اسے ہم سب کہتے ہیں مولانا تو کیا شرک اُس وقت یاد نہیں آتا۔ یاد آتا ہے تو انبیاء واُولیاء پر جیسے یہاں ذاتی و عطائی کا تصور مدنظر ہے تو حضور ﷺ کو دیگر انبیاء واُولیاء کے متعلق ذہن صاف رکھو ورنہ مارے جاؤ گے۔

نبی پاک ﷺ اور اُولیاء عطائی صفت ہے۔ قرآن واحادیث وعرف عرب اور شریعت اسلام میں مولیٰ کا اطلاق غیر اللہ پر بارہا ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔

قرآن مجید میں ہے

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ (پارہ۲۸،سورۃ التحریم،ایت۴)

ترجمہ: تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

فائدہ

قرآن پاک نے اللہ تعالیٰ کو بھی مولیٰ کہا اور جبریل علیہ السلام اور صالح مومنین کو بھی۔ حضور ﷺ نے ایک مقام پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا

(۱)من کنت مولاہ فعلی مولا اللهم وال من والاہ وعاد من عادا فلقیه عمر بعد ذالك فقال له هنیاً یاابن ابی طالب اصبحت واصبت مولیٰ کل مؤمن ومؤمنة۔ (مشکوٰۃ صفحہ۵۹۵)

جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں۔ اے اللہ تو محبت فرما اس سے جو علی سے محبت رکھے اور دشمنی فرما اس سے جو علی سے دشمنی رکھے پس اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے فرمایا مبارک ہو اے ابوطالب کے بیٹے آپ کی صبح وشام اس حالت میں ہوتی ہے کہ آپ ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت کے مولیٰ ہوتے ہیں۔

(۲)عن ابی امامة بن سهل رضی الله تعالیٰ عنه قال کتب عمر رضی الله تعالیٰ عنه الی ابی عبیدة رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله ﷺ قال الله ورسوله مولیٰ من لامولیٰ له۔ (بلوغ المرام صفحہ۲۱۷)

ابوامامہ ابن سہل سے روایت ہے کہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ اللہ اور اس کا رسول جل جلالہ و ﷺ اس کے مولیٰ ہیں جس کا کوئی مولیٰ نہ ہو۔

اگر قرآن وحدیث میں لفظ مولیٰ اللہ تعالیٰ کے لئے آیا ہے تو اس کے محبوب ومقبول بندوں کے لئے بھی آیا ہے۔

مدد غیر اللہ

سب سے زیادہ یہی مسئلہ مخالفین کو زیادہ چبھتا ہے حالانکہ بات ظاہر بلکہ اظہر من الشمس ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ذاتی ہے اور اس کے بندگانِ خاص وعام کی مدد اس کی عطا ہے جو دراصل یہ بھی اس کی عطا ہے۔ فقیر یہاں چند آیات مددگار ذاتی وعطائی پیش کر کے فیصلہ ناظرین پر چھوڑتا ہے۔

مددگار ذاتی

قرآن مجید میں آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، ایت ۱۲۰)

ترجمہ: اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور نہ مددگار۔

(۲) وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (پارہ ۹، سورۃ الانفال، ایت ۱۰)

ترجمہ: اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے۔

(۳) وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ (پارہ ۴، سورۃ ال عمران، ایت ۱۶۰)

ترجمہ: اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر تمہاری مدد کرے۔

(۴) وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، ایت ۱۲۳)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ مددگار۔

(۵) وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، ایت ۱۷۳)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا اپنا کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار۔

(۶) وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (پارہ ۹، سورۃ الانفال، ایت ۱۰)

ترجمہ: اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے۔

قرآن پاک کی ان آیاتِ مبارکہ سے واضح ہو رہا ہے کہ نصیر "اللہ" ہے وہی مددگار ہے کسی کی مدد و نصرت کرنا اسی کے دستِ قدرت میں ہے۔

مددگار عطائی

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں

(۱) قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ (پارہ ۳، سورۃ ال عمران، ایت ۵۲)

ترجمہ: بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف حواریوں نے کہا۔ ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔

(۲) وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ (پارہ ۱۷، سورۃ الحج، ایت ۴۰)

ترجمہ: اور بیشک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا۔

(۳) يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (پارہ۲۶،سورۃ محمد،ایت ۷)

ترجمہ: اے ایمان والو اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔

(۴) وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا (پارہ۵،سورۃ النساء،ایت ۷۵)

ترجمہ: اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے۔

فائدہ

یہ مکہ کے مظلوم مسلمانوں کی دعا ہے جو مشرکین مکہ کے ظلم وستم کی چکی میں پس رہے ہیں اور ان مظلوموں کا جرم یہی تھا کہ انہوں نے توحید کو قبول کیا ہے شرک وکفر کو کیوں چھوڑا ہے۔

قاعدہ تفسیریہ

قطع نظر اس بحث کے وہ فعل جو اللہ کی طرف منسوب ہے۔وہ اس کا ذاتی ہے اور جو اس کی مخلوق کی طرف وہی فعل منسوب ہے وہ اس کی عطا ہے اس کے علاوہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اتقان میں ایک قاعدہ لکھتے ہیں کہ قرآنی آیات میں جہاں مدداز غیر کی نفی ہے وہاں تب بت اور بت پرست مراد ہیں یعنی بتوں سے مدد کی درخواست کیسی جب کہ وہ محض پتھر اور ڈھیلے ہیں اور مدد مانگنے والے جاہل مشرک۔ہاں دوسری آیات میں غیروں سے مدد کی اجازت ہے اسی لئے مدد مانگنے والے مؤمن اور جن سے مدد کی درخواست وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مقرب بندے اسی لئے امام موصوف کفار ومشرکین سے مدد کی نفی لکھ کر اہلِ ایمان کو نوید سناتے ہیں۔

المؤمنون فاكثر هما نصار اوشفعاء

بہرحال اہل ایمان کے مددگاروں اور شفاعت کنندگان کی نہ کوئی حد ہے نہ کوئی شمار۔

قاعدہ تفسیریہ ۲

ایک قاعدہ سے عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی اول میں لکھا جسے محمود الحسن دیوبندی آیات ایاك نستعین کے تحت لکھتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطۂ رحمتِ الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔

ترجمہ سے حاشیہ محمود الحسن فقیر یہاں صرف نمونہ کے طور پر ایک واقعہ قرآنی پیش کرتا ہے تاکہ یقین ہو کہ بندگان

خدا کا تصرف درحقیقت اللہ کا تصرف ہے۔

ملک یمن کی حکمران ملکۂ بلقیس جب دارالحکومت سے اپنے امراء وزراء اور خدام مملکت کو لئے دربارِ نبوت کی طرف روانہ ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا

قَالَ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ (پارہ ۱۹، سورۃ النمل، ایت ۳۸)

ترجمہ: سلیمان نے فرمایا اے درباریو تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔

اس تخت کے بارے میں تفاسیر میں ہے کہ ۸۰ گز لمبائی اور چالیس (۴۰) گز چوڑائی تھی اور سامنے کا حصہ سونے کا پچھلا حصہ چاندی اور زبرجد کا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ مطالبہ اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے کہ مافوق الاسباب پر بندگانِ خدا دسترس و تصرف رکھتے ہیں

قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَ اِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ

(پارہ ۱۹، سورۃ النمل، ایت ۳۹)

ترجمہ: ایک بڑا خبیث جن بولا میں وہ تخت حضور میں حاضر کردوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بیشک اس پر قوت والا امانتدار ہوں۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ (پارہ ۱۹، سورۃ النمل، ایت ۴۰)

ترجمہ: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔

یاد رہے کہ یہ شخص سلیمان علیہ السلام کے صاحب وخادم اور وزیر حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

فقیر یہاں مخالفین کے دو گواہ پیش کرتا ہے تاکہ اعتراض کی گنجائش نہ رہے۔

(۱) غیر مقلدین کا سردار ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے "وہ کتابی تعلیمات کا عالم تھا جس کی وجہ سے اُس کو ایسے اُمور پر قدرت تھی وہ بولا کہ حضور کہ آنکھ جھپکنے سے پہلے میں اس تخت کو حضور کے سامنے لاسکتا ہوں۔

(تفسیر ثنائی برحاشیہ قرآن صفحہ ۴۵۴)

تبصرہ اُویسی غفرلہ'

غیر مقلد نے مان لیا کہ جسے کتابِ الٰہی کا علم ہو وہ اتنے بڑے اُمور کی سرانجامی میں قدرت رکھتا ہے۔ یہی ہم کہتے ہیں کہ انبیاء عظام بالخصوص حضور ﷺ اور اُولیاء کرام کو اتنی بڑی قدرتیں جنھیں ہم ان کے معجزات و کرامات میں بیان کرتے ہیں وہ قرآن مجید کے علوم کی برکت سے حاصل ہوئیں ہیں۔ حضور ﷺ نے سورج واپس موڑ دیا اور غوثِ اعظم نے بڑھیا کا بیڑا ترایا۔

یعنی یہ ظاہر کے اسباب سے نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجہ کو پہنچے جن سے ایسی کرامات ظاہر ہونے لگیں اور چونکہ ولی کی خصوصیات صحابی کی کرامات اس کے نبی کا معجزہ اور اس کے اتباع کا ثمرہ ہوتا ہے اس لئے حضرت سلیمان علیہ السلام پر بھی اس کی شکر گزاری عائد ہوئی۔

تنبیہ

معلوم ہوا کہ اعجاز و کرامات فی الحقیقت خداوند قدیر کا فعل ہے جو ولی یا نبی کے ہاتھ پر خلافِ معمول ظاہر کیا جاتا ہے بس جس کی قدرت سے سورج یا زمین کا کرہ ایک لمحہ میں ہزاروں میل کی مسافت طے کر لیتا ہے اسے کیا مشکل ہے کہ تختِ بلقیس کو پلک جھپکنے میں یمن سے شام پہنچا دے حالانکہ تختِ بلقیس کو سورج اور زمین سے ذرہ اور پہاڑ کی نسبت ہے۔ (دیوبند کے شیخ الاسلام مولوی شبیر عثمانی برحاشیہ ترجمہ محمود الحسن دیوبندی)

تبصرہ اُویسی غفرلہ'

یہی ہم کہتے ہیں کہ قدرتِ انبیاء بالخصوص حضور سرورِ عالم ﷺ اور قدرتِ اولیاء درحقیقت خداوند قدوس ہے اسی لئے ہم مخالفین سے کہتے ہیں کہ تم کمالاتِ انبیاء و اولیاء سے درحقیقت قدرتِ خدا کے منکر ہو رہے ہو۔

ولی

یہ لفظ سن کر مخالفین ایسے چونک جاتے ہیں جیسے ہم شیطان کا نام سن کر کیونکہ ان کے نزدیک تمام ولی بت ہیں۔ (معاذ اللہ)

حالانکہ یہ لفظ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور بندگانِ خدا کے لئے اس کا استعمال مجازاً ہے گویا یہ صفت اللہ تعالیٰ کی ذاتی ہے اور بزرگانِ خدا کے لئے عطائی جو ہمارا موضوع ہے بلکہ اولیاء اللہ کے علاوہ بہت سی مخلوق پر اس کا اطلاق قرآن مجید میں ہے یہاں تک شیطان اور بتوں پر بھی۔ اس کی تفصیل آئیگی پہلے اس کا اطلاق اللہ کے لئے ملاحظہ

فرمائیں۔اللہ ولی ہے کیونکہ

''ولی'' اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔

آیاتِ قرآنی

(۱) اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (پارہ ۳،سورۃ بقرۃ،ایت ۲۵۷)

ترجمہ: اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

فائدہ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خود کو ولی کہا اس کے علاوہ اور آیات ملاحظہ ہوں۔

(۲) وَ هُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ (پارہ ۲۵،سورۃ الشوریٰ،ایت ۲۸)

ترجمہ: اور وہی کام بنانے والا ہے سب خوبیوں سراہا۔

(۳) وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ (پارہ ۳،سورۃ ال عمران،ایت ۶۸)

ترجمہ: اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ ولی اللہ ہیں اور عقیدہ بھی یہی ہے کہ ہر نبی علیہ السلام ولی اللہ ہوتا ہے۔خود اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو اپنے ساتھ ملا کر واضح کر دیا کہ میں بھی ولی ہوں اور میرا رسول ﷺ بھی ولی ہے۔

(۱) اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا (پارہ ۶،سورۃ المآئدۃ،ایت ۵۵)

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول ﷺ اور ایمان والے۔

فرشتے اُولیاء(ولی) ہیں۔چنانچہ قرآن مجید میں ہے

نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ (پارہ ۲۴،سورۃ حم السجدۃ،ایت ۳۱)

ترجمہ: ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

اور فرمایا

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ (پارہ ۱۰،سورۃ الانفال،ایت ۷۲)

ترجمہ: بیشک جو ایمان لائے اور اللہ کے لئے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے اور

وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں۔

فائدہ

اس آیت میں تمام صحابہ کرام کے لئے اولیاء مستعمل ہورہے ہیں اور یہ بھی عقیدہ کا مسئلہ ہے کہ ہر صحابی ولی اللہ ہے۔اگرچہ عرف عام میں یہ غیر صحابی پر بولا جاتا ہے لیکن شرعاً صحابہ بھی اُولیاء ہیں۔

بت أولياء

اُولیاء کا اطلاق بتوں پر آتا ہے۔اللہ نے فرمایا

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ (پارہ۳،سورۃ البقرۃ،ایت ۲۵۷)

ترجمہ: اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں۔

اور فرمایا

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَاۗءَ (پارہ۱۶،سورۃ الکھف،ایت ۱۰۲)

ترجمہ: تو کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی بنالیں گے۔

تبصرہ أویسی غفرلہ'

مذکورہ بالا تمام آیات پر غور فرمایئے کہ ولی کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے بھی ہے اور غیروں کے لئے بھی یہاں تک کہ طاغوت پر یعنی شیطان اور پھر بتوں پر بھی تو یقیناً یہ بات کھل کر آجائے گی کہ ولی بمعنی مددگار، حمایتی اللہ تعالیٰ کی ذات، صفت اور دوسروں کے لئے مجازی یعنی عطائی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ۔

تو پھر مذہب حق اہلسنت کا قاعدہ حق ہے انبیاء علیہم السلام اور اُولیاء کرام اللہ کے بندوں کے مددگار اور حمایتی اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہیں اور الحمدللہ ان کی مدد اور حمایت دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لئے جاری وساری ہے اور جو ان کی مدد وحمایت کے منکر ہیں وہ آج بھی ان کی مدد وحمایت سے محروم ہیں انشاء اللہ قیامت میں بھی منکر ہی محروم ہوں گے۔چند قرآنی آیات اس قاعدہ کی تائید میں ملاحظہ فرمائیں

(۱) وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ (پارہ،سورۃ الشوریٰ،ایت ۴۴)

ترجمہ: اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی رفیق نہیں اللہ کے مقابل۔

(۲) وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا (پارہ ۱۵، سورۃ الکھف، ایت ۱۷)

ترجمہ: اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔

(۳) وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ (پارہ ۱۲، سورۃ ھود، ایت ۲۰)

ترجمہ: اور نہ اللہ سے جدا ان کے کوئی حمایتی انہیں عذاب پر عذاب ہوگا وہ نہ سن سکتے تھے اور نہ دیکھتے۔

(۴) وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (پارہ ۳، سورۃ ال عمران، ایت ۲۲)

ترجمہ: اور اُن کا کوئی مددگار نہیں۔

(۵) وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (پارہ ۳، سورۃ البقرۃ، ایت ۲۷۰)

ترجمہ: اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

(۶) وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، ایت ۵۲)

ترجمہ: اور جسے خدا لعنت کرے تو ہرگز اس کا کوئی یار نہ پائے گا۔

(۷) وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (پارہ ۶، سورۃ النساء، ایت ۱۷۳)

ترجمہ: اور وہ جنہوں نے نفرت اور تکبر کیا تھا انہیں دردناک سزا دے گا اور اللہ کے سوا نہ اپنا کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار۔

(۸) وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِى الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ، ایت ۷۴)

ترجمہ: اور اگر منہ پھیریں تو اللہ انہیں سخت عذاب کرے گا دنیا و آخرت میں اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہوگا نہ مددگار۔

اور اگر منہ پھیریں تو اللہ انہیں سخت عذاب کرے گا دنیا اور آخرت میں اور زمین میں ان کا کوئی حمایتی اور مددگار نہ ہوگا۔

(۹) وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا (پارہ ۱۵، سورۃ الاسراء، ایت ۹۷)

ترجمہ: اور جسے گمراہ کرے تو ان کے لئے اس کے سوا کوئی حمایت والے نہ پاؤ گے اور ہم انہیں قیامت کے دن ان کے منہ کے بل اٹھائیں گے اندھے اور گونگے اور بہرے۔

(١٠) وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ (پارہ ١٧، سورۃ الحج، ایت ١٧)

ترجمہ: اور ستمگاروں کا کوئی مددگار نہیں۔

(١١) وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (پارہ ٢٠، سورۃ العنکبوت، ایت ٢٥)

ترجمہ: اور تم سب کا ٹھکانا جہنم ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

(١٢) وَ الظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (پارہ ٢٥، سورۃ الشوریٰ، ایت ٨)

ترجمہ: اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ مددگار۔

(١٣) اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (پارہ ٢٢، سورۃ الاحزاب، ایت ٦٤، ٦٥)

ترجمہ: بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار۔

(١٤) مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ (پارہ ٢٤، سورۃ المومن، ایت ١٨)

ترجمہ: اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔

فائدہ

فقیر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے واضح کر چکا ہے کہ یہ قرآن مجید کا قاعدہ کلیہ ہے جہاں مدد اور شفاعت غیر اللہ کی نفی آئی ہے وہاں یہی مراد ہے کہ کفار و مشرکین کا نہ کوئی مددگار ہے اور نہ کوئی حمایتی اور نہ ان کی شفاعت ہوگی۔ الحمدللہ اہل ایمان کے بے شمار مددگار اور حمایتی اور سفارشی ہیں۔ (الحمدللہ علی ذلک)

اسی لئے ہمارا یہی نعرہ ہے۔

کسی کو ناز ہوگا عبادت کا ریاضت کا
ہمیں اک بھروسہ ہے محمد کی شفاعت کا

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں

شنیدم کہ درروز امید وبیم
بہ انرا بہ نیکان بہ بخشد کریم
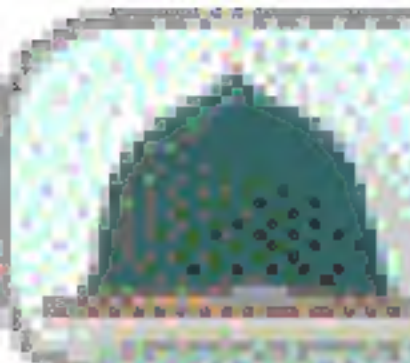
میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نیکوں کے طفیل بُرے (گنہگاروں) کو بخشے گا۔

اللہ رؤف رحیم ہے

رؤف رحیم دونوں اللہ کے صفاتی ہیں۔ قرآن میں ہے

(۱) اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (پارہ۲، سورۃ البقرۃ، ایت ۱۴۳)

ترجمہ: بیشک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہروالا ہے۔

(۲) وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (پارہ۱۸، سورۃ نور، ایت ۲۰)

ترجمہ: اور یہ کہ اللہ تم پر نہایت مہربان مہر والا ہے۔

(۳) وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (پارہ۲۷، سورۃ الحدید، ایت ۹)

ترجمہ: اور بیشک اللہ تم پر ضرور مہربان رحم والا۔

(۴) رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (پارہ۲۸، سورۃ الحشر، ایت ۱۰)

ترجمہ: اے رب ہمارے بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

فائدہ

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی دو صفتوں کو واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رؤف بھی ہے اور رحیم بھی۔ وہ رب قدوس اپنے بندوں پر رافت و رحمت کرنے والا ہے۔ کائنات کے ذرے ذرے میں اس کی مہربانیوں کے بے شمار جلوے نظر آتے ہیں۔ مخلوق کے ہر فرد کی زندگی اور زندگی میں بیشمار نعمتیں اور آسائشیں اسی رب کریم و مہربان کی عنایت و رحمت سے ہیں۔

ذاتی

یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ذاتی ہیں اور اس نے اپنے بندوں کو یہ صفات عطا فرمائی ہیں ان کے لئے یہ صفات عطائی ہیں بالخصوص سرورِ عالم ﷺ تو جملہ عالمین کے لئے رحمۃ العلمین بنا کر بھیجے گئے اس لئے آپ ﷺ رحیم بھی ہیں اور رؤف بھی۔

رسول اللہ ﷺ رؤف رحیم ہیں

یہ دونوں صفات رسول اکرم ﷺ کی قرآن مجید میں مذکور ہیں جو انکار کرے کافر ہو جائے تو اب دونوں کو ملا کر
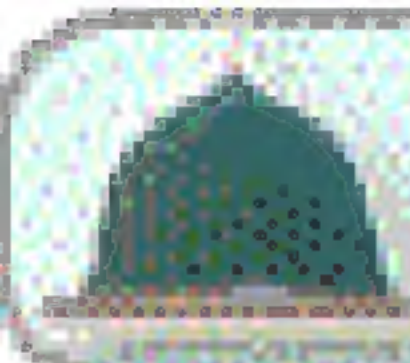
کہ اللہ بھی رؤف رحیم ہے اور حضور نبی پاک بھی رؤف ہیں اب نتیجہ نکالئے ۔وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر رؤف رحیم ہے حضور ﷺ اس کی عطا سے رؤف رحیم ہیں ۔خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، ایت ۱۲۸)

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔

فائدہ

رسول اکرم ﷺ ایسے رؤف رحیم ہیں جس کا اعتراف نہ صرف انسانوں کو بلکہ حیوانات کو بھی ہے نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ کافروں کو بھی ہے یہ نظارہ تو قیامت میں دیدنی ہوگا۔

دیکھنی حشر میں عزت رسول اللہ ﷺ کی

وہ کیسے بے قرار ہوکر گنہگاروں کے لئے ننگے پاؤں گرم دھوپ میں تپتی اور تانبے کی زمین پر شفاعت کے لئے کمر بستہ ہوں گے۔کیا خوب فرمایا امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے

میرا اللہ بھی رحیم اس کے محمد بھی رحیم
دو رحیموں میں گنہگاروں کی بن آئی ہے

اللہ کریم ہے

اس میں کیا شک ہے کہ اللہ تعالیٰ کریم ہے۔قرآن مجید میں ہے

(۱) يٰاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ (پارہ ۳۰، سورۃ الانفطار، ایت ۶)

ترجمہ: اے آدمی تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے۔

غیر اللہ بھی کریم مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(۲) وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ (پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، ایت ۱۸)

ترجمہ: اور ان کے لئے عزت کا ثواب ہے۔

(۳) اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ (پارہ ۲۷، سورۃ الواقعہ، ایت ۷۷)

ترجمہ: بیشک یہ عزت والا قرآن ہے۔

(۴) لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ (پارہ۱۸،سورۃ المومنون،ایت۱۱۶)

ترجمہ: کوئی معبود نہیں سوا اس کے عزت والے عرش کا مالک۔

(۵) اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (پارہ۳۰،سورۃ التکویر،ایت۱۹)

ترجمہ: بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے۔

فائدہ

پچھلی آیت میں رسول اللہ ﷺ سے جبریل علیہ السلام مراد ہیں۔ آیاتِ مذکورہ میں متعدد چیزوں کو کریم کہا گیا ہے اجر کریم، قرآن کریم، عرش کریم اور جبریل کریم۔ ہم کہتے ہیں محمد ﷺ کریم بلکہ ان دونوں کو ملا کر بڑے فخر و ناز سے کہتے ہیں

یارب تو کریمی و رسول تو کریم

صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

اے رب تو کریم ہے، تیرا رسول ﷺ بھی کریم ہے۔ بے شمار شکر کہ ہم دو کریموں کے درمیان ہیں۔

اس کے باوجود اگر کوئی شرک کے فتویٰ کی بیماری میں مبتلا ہے تو ....؟

یہی فرق اللہ تعالیٰ کے اکثر اسماء وصفات میں جاری رہے گا اور یہ فرق ہے بھی ضروری کہ اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں تو جس طرح ہمارا بیان کردہ مذکورہ بالا فرق سمجھ میں آئے گا تو مندرجہ بالا مسائل کو بھی اسی قاعدہ کے تحت لائے مثلاً علم غیب اور حاضر و ناظر اور نور کے لئے یہی کہنا ہوگا کہ علم غیب ذاتی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضور نبی کریم ﷺ کو حاصل ہے اور آپ ﷺ کے طفیل اُولیاءِ کرام کو بھی جسے شرعاً کشف والہام سے تعبیر کیا جاتا ہے یہی فرق حاضر و ناظر میں ہے یہی فرق مسئلہ نور میں ہے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی